امام حسین علیہ السلام کی شخصیت

ایک ترکی عالم اہلسنت کی نظر میں

از: بشیر احمد انصاری آف ٹیکسلا

دوران سفر ایران میں مجھے ایک کتاب مشہد مقدس کے ایک کتب فروش نے تحفہء خصوصی میں عطا کی جس کا نام - محاکمہ تاریخ آل محمّد(ع) ہے -یہ زبان ترکی میں ہے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا ہے . ہر صفحہ کا نصف حصّہ ترکی اور نصف فارسی زبان میں ہے اس کتاب کے مصنف جناب علامہ قاضی بہلول بہجت زنگا زوری ترکی ہیں . اور اس کا ترجمہ بزبان فارسی جناب علامہ مرزا مہدی ادیب ایرانی نے فرمایا ہے - ترکی مصنف نے اس کتاب میں اس امر پر سخت اظہار افسوس کیا ہے کہ مسلمانوں نے دنیاوی بادشاہوں کی تاریخ لکھنے میں بہت کافی اہتمام کیا ہے . لیکن تاریخ آل محمّد (ع) کی طرف اپنی توجہ مبذول نہیں کی . حالانکہ ان نفوس مقدسہ کی تاریخ دنیا کے لئے نمونہ عمل اور فلاح و نجات کا ذریعہ ہے مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تاریخ آل محمّد (ع) کو نظر انداز کر دیا گیا ہے . اس کتاب میں مصنف علام نے تاریخی حقائق پر بے لوث تبصرہ کیا ہے اور مسلمانان عالم سے التماس کیا ہے کہ تاریخ آل محمّد(ع) کو فروغ دے کر باہمی نفرت و نفاق کا خاتمہ کر دیں کیونکہ آل محمّد (ع) کے ذریعہ ہی سے مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے .

مصنف علام لکھتے ہیں :

حضرت امام حسین (ع) کی عظمت و بلندی کے لئے یہ ایک بہت کافی دلیل ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے باپ اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جیسی معظمہ ان کی ماں ہے - پھر ایسے جلیل القدر والدین کا حسین (ع) جیسا مجسمہء شرافت بیٹا دنیا میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گا آپکے اسم گرامی کا تعارف صرف ملسمانوں ہی سے نہیں ہے بلکہ دنیائے انسانیت آپکے نام نامی سے واقفیت رکھتی ہے

دنیاکے گوشہ گوشہ میں آپ کا نام حمیت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور ہر متمدن طبقہ کے دل میں آپکی عظمت گھر کر چکی ہے ۔ یہود و نصاریٰ بھی آپکی عظمت اور جلالت قدر کا اعتراف کرتے ہیں اور مشرق و مغرب کے قدر شناس اس جانباز کی عظیم ترین قربانیوں کا ذکر نہایت عزت و توقیر کے ساتھ کرتے ہیں ۔

مرور ایام کے ساتھ آپ کا ذکر جاری ہے اور ہر سال آپ کے ذکر خیر میں ترقی ہوتی جارہی ہے اور تمام مسلمان آپکے نام کو زندہ کرنے اور شہرت دینے میں حصہ لے رہے ہیں ۔ عالم اسلام کی ایک سو کروڑ آبادی میں ہر فرقہ اور ہر جماعت روز عاشورہ یعنی دسویں محرم کو عزاداری کرتے ہیں اور عالم و جاہل ، شہری اور دیہاتی سب ہی حسین (ع) کی عزا میں حصہ لیتے ہیں ، روتے پیٹتے ہیں ۔ وائے حسینا کی آوازیں بلند کرتے ہیں ۔ اور اس سوگواری اور ماتم کو اپنا شرعی حق سمجھ کر انجام دیتے بیس پچاس سال پیشتر ہماری جماعت اہلسنّت عزاداری امام حسین (ع) کے اظہار میں کچھ غفلت کرتی تھی ، اب یہ جہالت دور ہو چکی ہے اور انہیں اپنے فریضہ کا احساس ہو گیا ہے ۔ امید ہے کہ اپنے شیعہ بھائیوں کے دوش بدوش عزائے حسین(ع) کی توسیع و ترقی میں اہلسنّت بڑھ چڑھ کر حصہ لینگے کیونکہ عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں عزائے حسین(ع) دین کا ایک اہم جزو ہے ۔

عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں عزائے حسین(ع) دین کا ایک اہم جزو ہے

اور ہماری نظر میں اس عظیم المرتبت شخصیت کے ماتم میں اشتراک عمل ، منزلت وجوب رکھتا ہے ۔ اوّلاً اس لئے کہ جناب رسالتمآب نے تیئیس سال انتہائی تکالیف برداشت فرماکر دین اسلام کی بنیادوں کو مستحکم فرمایا اور اپنی امت کے لئے روشن راہ نجات استوار فرمانے میں حیرتناک مصائب و آلام سہے اور بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں اور دین اسلام کی اس عمارت کو محفوظ رکھنا اپنی امّت کا فریضہ قرار دیکر دنیا سے رحلت فرما گئے ۔ ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ہاشمی علم و ہدایت کے مقابلہ میں اموی جہل و ضلالت نے صف آرائی کر دی ۔ یزید نے دین اسلام کی بنیادوں میں تزلزل اور ارشادات نبوی میں تغیر پیدا کر دیا ۔ جس کے مقابلہ کے لئے امت اسلامیہ کا سب سے بڑا مجاہد اور دین اسلام کا سب سے بڑا جانباز ۔ رسول اکرم (ص) کی غیرتمند یادگار یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام حفاظت دین کے لئے میدان میں اتر آئے ۔ صرف بہتر (۷۲) نفوس ہمراہ لے کر چالیس ہزار سے ٹکرا گئے اور جان و مال ، اہل و عیال ، اعزا و اقارب سب کچھ حفاظت دین کی خاطر قربان کر کے ایمان کی شعاعوں اور قرآن کی تجلیوں کو نمایاں کر گئے اس محترم و معظم شخصیت کی یادگار قائم کرنا اور اس کے ماتم و عزا کو فروغ دینا تمام عالم اسلام کا فریضہ ہے ۔ یہ حسین(ع) وہ عظیم

المرتبت شخصیت ہیں کہ جس کے نانا نے خطہء عرب بلکہ تمام دنیا کے مقابلہ میں حق و انصاف کا علم بلند کرنے میں انتہائی جرات و ہمت اور صبر و استقلال کا بے مثال نمونہ پیش کیا اور جس کے بہادر باپ نے عمر ابن عبدود اور اس کے کثیر تعداد لشکر سے بلاخوف و ہراس مقابلہ کیا ۔ جب کہ ہزاروں اصحاب ہراساں اور خوف زدہ تھے ۔ حسین(ع) نے اپنے نانا کی لازوال ہمت اور باپ کی بے مثال شجاعت کے جوہر دکھائے اور اساس اسلام کو یزید کے پنجہء ظلم سے چھڑا کر دم لیا۔ اور ایسی بے بہا قربانی پیش کی جسکی مثال نہیں ملتی ۔ اس یزیدی دور اور اموی جبر و تشدد کے وقت میں جس طرح حفاظت دین کے لئے تمام اہل اسلام پر جانبازی وقربانی واجب تھی اس طرح آج تمام ملت اسلامیہ پر حسین(ع) کی جانبازی و قربانی کا صلہ واجب ہے ۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حسین(ع) کے پیدائش کے دن جشن مسرّت اور یوم شہادت پر ماتم و عزا کی یادگاریں قائم کریں ۔ عصر حاضر میں تمام متمدن ممالک اپنے جلیل القدر حکمراں موجد صنعت یا فاتح کی یادگاریں کس تزک و احتشام سے مناتے ہیں !

عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ انہیں ایسا ضرور کرنا چاہئے تاکہ ان کا حق ادا کیا جا سکے ۔

ثانیاً اس لئے کہ مسلمانوں کی باہمی تفریق کا سب سے بڑا سبب آل محمّد (ع) کی قدر و منزلت سے روگردانی ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس مرکز پر جمع ہوکر اختلاف و تفریق کو اتحاد و اتفاق سے بدل دیں اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ عزائے حسین (ع) میں نیک نیتی کے ساتھ اشتراک عمل کریں اور اس یادگار کو اس طرح منائیں کہ اتفاق کے سوا ہم میں نفاق کا نام نہ رہے ۔

ثالثاً اس لئے کہ احادیث و روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ امام حسین [ع] کے مصائب کا ذکر اور گریہ و بکا کا اظہار ہمارا فریضہ ہے ۔ چنانچہ جناب ابراہیم حنفی تابعی جو امام احناف ابوحنیفہ کے اساتذہ میں تھے ۔ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بیٹا تم میرے بعد قتل کئے جاؤگے اور زمین و آسمان تم پر گریہ و بکا کرینگے یعنی اہل زمین و اہل آسمان تمہارا سوگ منائیں گے ۔

اے بیٹا تم میرے بعد قتل کیے جاؤ گے اور
زمین و آسمان تم پر گریہ و بکا کرینگے یعنی
اہل زمین و اہل آسمان تمہارا سوگ منائیں گے .

امام حسین(ع) نے مسلمانوں کو یزیدیت سے نجات دلانیکے لئے کوفیوں کی دعوت قبول کی تھی اور اپنے عم زادبرادر جناب مسلم بن عقیل کو جانب کوفہ روانہ فرما دیا تھااورآپ بھی اپنے اقربا و اصحاب کو ہمراہ لے کر کوفہ کی طرف

روانہ ہوئے تھے جب مسلم بن عقیل کوفہ پہونچے تو کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر امام حسین(ع) کی بیعت کی ۔ مگر جب عبیداللہابن زیاد بحکم یزید حاکم کوفہ بن کر لشکر سمیت کوفہ میں داخل ہوا تو کوفیوں نے خوفزدہ ہوکر بیعت امام توڑ دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جناب مسلم اور ان کے دو بچّے نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالے گئے ۔ عبیداللہابن زیاد نے جناب مسلم کی لاش کو دار پر لٹکا دیا تاکہ اہل شہر خوفزدہ رہیں ۔ اسی اثنا میں امام حسین(ع) حالت سفر میں ہیں لشکر حُر سدراہ ہوا ۔ اوامام نہر فرات کے کنارے پہنچ گئے اور یزیدی لشکر سے مقابلہ ہوا ۔ پہلے آپ کے اصحاب نے جام شہادت نوش فرمایا ، پھر خاندان اہلبیت کی باری آئی ، تین دن تک آپ پر پانی بند کر دیا گیا ۔ آل رسول(ع) اور اصحاب حسین(ع) تین دن تک پیاسے رہے ۔ کربلا میں عباس بن امیرالمومنین (ع) علمدار لشکر اور قاسم بن امام حسن(ع) ، امام حسین (ع) کے فرزند علی اکبر اور عبداللہابن جعفر طیار کے دو بیٹے بہترین مجاہد تھے جنہوں نے جانبازی و جرأت کے جوہر دکھائے جب پانی بند ہوئے تین دن گزر گئے تو امام حسین(ع) کا سب سے چھوٹا فرزند علی اصغر پیاس سے بیتاب ہوگیا ۔ لیکن فرزند ساقی کوثر کو ایک گھونٹ پانی دستیاب نہ تھا کہ اپنے کمسن بچّے کو پلا دیں ۔ بچّہ کو ہاتھوں میں لئے ہوئے لشکر شام کے سامنے آئے اور بچّہ کیلئے پانی طلب کیا ۔ حسین(ع) نے جس انداز سے پانی طلب کیا ہے قلم اس کے لکھنے اور زبان بیان کرنے سے قاصر ہے ۔ ظالموں نے پانی کے بدلے اس چھ ماہ کے امام زادہ کو زہر آلود تیر مار کر شہید کر دیا ۔ **اناللہ واناالیہ راجعون ۔**

اب امام(ع) تنہا رہ گئے آپ نے فصیح و بلیغ خطبہ بیان کرکے حجّت تمام کی اور جام شہادت نوش فرمایا ۔ ظالموں نے آپکا سر بدن سے جدا کرکے نیزہ پر بلند کیا اور خیموں کو لوٹا اور آگ لگا دی ۔ اور اہلبیت کو گرفتار کر کے بیکجاوہ اونٹوں پر سوار کرکے یزید کے پاس شام لے گئے ۔ سر حسین (ع) یزید کو تحفتہً پیش کیا ۔

افسوس جگر گوشہ رسول یادگار پیغمبر(ص) کی یہ عزّت و توقیرامت نے کی ۔ **فسیعلم الذین ظلمواایّ منقلب ینقلبون ۔**

ان قیدیوں میں ایک مرد زین العابدین (ع) تھے جو بیمار تھے اور خواہران امام (ع) زینب و امّ کلثوم اور سکینہ و فاطمہ آپکی بیٹیاں اور دیگر اہل و عیال تھے کربلا میں امام کے تین فرزند تھے ۔ ایک علی اکبر جنکی ماں لیلیٰ تھیں انہوں نے بہترین جانبازی دکھائی ۔ دوسرے علی اصغر جو چھ ماہ کے تھے ۔ جن کی ماں رباب تھیں تیسرے فرزند زین

> سر حسین (ع) یزید کو تحفۂ پیش کیا گیا
> افسوس جگر گوشۂ رسول (ص) یادگار پیغمبر (ص) کی یہ عزت و توقیر امت نے کی !

العابدین تھے انہیں سے امام حسین (ع) کی اولاد ہے اور یہی باقی آئمہ کے باپ ہیں ۔

امام حسین (ع) کی قبر کربلا معلیٰ میں ہے جو مسلمانوں کے لئے بہترین زیارت گاہ ہے یہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں زائرین آتے ہیں ۔

اس مقام پر ایک اہم مسئلہ قابل غور ہے ۔ اہل سنّت و الجماعت بزرگوں اور مشائخ کی قبور کی زیارت کرنا نہایت درجہ ثواب و شرف سمجھتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت بہاءالدین نقشبندی کی زیارت کے لئے بخارہ اور شیخ اکبر کی زیارت کے لئے مصر اور جلال الدین رومی کی زیارت کے لئے قونیہ جاتے ہیں اور صلحااور مشائخ کے لئے ہزارہا اہلسنت کا اناطولیہ جانا برابر معمول ہے جس کو تمام اہلسنت جانتے ہیں ۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کربلائے معلی جاکر زیارت آئمہ اہلبیت(ع) بہت ہی کم کرتے ہیں ۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ حضرات مشائخ کی زیارت کے لئے جانا ثواب سمجھتے ہیں تو آئمہ طاہرین (ع) کی زیارت کے لئے کیوں نہیں جاتے اگر ان مشائخ میں کوئی نور اور فیض ہے تو وہ نور یقیناً نور محمدی اور وہ فیض یقیناً فیض علوی ہے ۔ کیونکہ فیض علوی کے سوا کوئی فیض نہیں ۔ اور نور محمّدی(ص) کے سوا کوئی نور نہیں ۔ جن مشائخ کی زیارت اور جن مشائخ کی قبروں پر آپ حضرات جاتے ہیں اگر وہ آئمہ اہلبیت (ع) خصوصاً امام حسین علیہ السلام کے معمولی خادموں میں شمار کئے جائیں تو ان کے لئے باعث صد افتخار اور موجب صد عزّت و شرف ہے ۔

ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ حضرات مشائخ کی زیارت کے لئے جانا ثواب سمجھتے ہیں تو آئمہ طاہرین (ع) کی زیارت کے لئے کیوں نہیں جاتے اگر آن مشائخ میں کوئی نور اور فیض ہے تو وہ نور یقیناً نور محمدؐ ہے اور وہ فیض یقیناً فیض علوی ہے ۔

صوفیائے کرام اور پیران طریقت کا اس پر اتفاق ہے کہ ان سب کے پیشوا اور حقیقی رہنما حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (ع) ہیں ۔ تمام مشائخ نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے ۔ پھر آئمہ اہلبیت (ع) کے مشاہد مقدسہ کی زیارت کو کیوں نہیں جاتے جو در حقیقت انوار الہٰی کی جلوہ گاہ اور فیوض و برکات کا سرچشمہ ہیں ۔

ہمارا روئے سخن عام اہل سنّت و الجماعت کی طرف نہیں ہے بلکہ ہمارا خطاب صرف جماعت علماء سے ہے جو دین کے رہنما اور اپنی جماعت کے حکمراں ہیں ان علماء کا تغافل اور اپنی جماعت کو ان فیوض و برکات کی طرف توجہ نہ دلانا ہی درحقیقت افتراق و تعصب کا موجب اور اسلامی اتحاد کے لئے نہایت مہلک بیماری ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آئمہ اہلبیت (ع) کی زیارت حاصل کرنے اور ان طیب و طاہر مزاروں کی چوکھٹ کی خاک کو سرمہ بنانے کے لئے عجلت سے کام لیں گے اور پچھلے نقصان اور گزشتہ محرومی کی تلافی کے لئے جلد سے جلد قدم اٹھائینگے ۔

(بہلول بہجت زنگازوری)